رسالہ نمبر ۹

بکری کا بچہ اور دیگر حکایات

امیر اہلسنت ابو بلال

مولانا محمد الیاس عطار

قادری رضوی

فون 4921389 - 90-91

شہید مسجد کھارادر کراچی فون 2314045 - 2203311
FAX : 2201470

Email : maktaba@dawateislami.net
www.dawateislami.net

مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

ہرنی کا بچّہ اور دیگر حکایات

۱ ہرنی کا بچّہ

ایک دفعہ کاذِکر ہے کہ ایک اَعرابی نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضِر ہوکر ایک ننھامُنا پیارا سا ہِرنی کا بچّہ نذر کیا۔ اتنے میں شہزادہ حَسن رضی اللہ عنہ حاضِرِ خدمت ہوئے یہ ابھی مَدَنی مُنّے تھے۔ ہرنی کا بچّہ اُٹھا کر لے گئے۔ جب ان کے چھوٹے بھائی شہزادہ حُسین رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو پوچھا، بھیّا! کہاں سے لائے؟ کہہ دیا، نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ لہٰذا آپ بھی حاضِر ہوئے اور ہرنی کا بچہ طلب کیا، بہت کچھ بہلایا مگر نہ مانے قریب تھا کہ شہزادہ حُسین رو پڑیں، اِتنے میں ایک ہرنی اپنے ساتھ اپنا ننھامُنا ہرنی کا بچہ لے کر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا ایک بچہ اُس اَعرابی کے ذَریعہ آگیا اور دوسرا اَحکمِ خداوندی عزوجل میں خود لے کر حاضر ہوئی ہوں کہ شہزادہ حُسین رضی اللہ عنہ اس کو مانگ رہے تھے اگر وہ رو پڑتے تو فرشتگانِ عرش کا دِل ہل جاتے۔ (اوراقِ غم بحوالہ کَنْزُ الْغَرائِب)

خدائے رحمٰن عزوجل کی شانِ بے نیازی کے قربان! ایک طرف تو نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، چمنِ مرتضٰے کے جنّتی پھول، شہزادۂ حُسین رضی اللہ عنہ کا معمولی سا رنجیدہ وملول ہونا بھی قبول نہیں اور دوسری طرف اسی شہزادۂ گرامی کا غریبُ الوطنی کے عالم میں میدانِ کربلا میں پیاسا گلا کاٹا جاتا ہے۔

رزم کا میدان بنا ہے جلوہ گاہِ حُسن و عشق　　کربلا میں ہو رہا ہے اِمتحانِ اہلِ بیت علیہم الرضوان

۲ اپاہج فرشتہ

حضرتِ سیدنا عبدُ اللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نمازِ فَجر صَحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف چِہرۂ انور کرلیا کرتے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ پُر انوار کے حُسن و جمال کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی غمگین دیکھ لیتا تو اُس کے غم غلط ہوجاتے۔ ایک دِن نمازِ فجر کے بعد خلافِ معمول رُخِ انور صَحابۂ کرام علیہم الرضوان کی طرف نہ کیا بلکہ حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ساتھ لے کر مسجد شریف سے تشریف لے گئے۔ سیِّدۃُ النِّساء فاطِمۃُ الزَّہرا رضی اللہ عنہا کے مبارک مکان کے دروازے پر پہنچ کر حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا، علی (رضی اللہ عنہ)! دروازے پر کھڑے رہنا، کسی کو اندر

مت آنے دینا کیوں کہ حُسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی ہے آسمان سے مَلائکہ کا نُزول ہو رہا ہے وہ سب مبارَکباد دینے آ رہے ہیں یہ فرما کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔

حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا وہ بھی پیچھے پیچھے آ گئے۔ حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ وجهہ الکریم نے بتایا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مصروف ہیں دراصل حُسین کی وِلادت ہوئی ہے اور چار لاکھ چوبیس ہزار فِرشتے مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں تھوڑی دیر کے سیدنا عمرِ فاروق اور عثمانِ غنی اور دیگر صحابۂ کرام علیہم الرضوان بھی آ گئے۔

کچھ دیر کے بعد سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم باہَر تشریف لے آئے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نُواسے کی وِلادت پر مبارکباد پیش کی، اُنہوں نے حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ وجهہ الکریم کی چار لاکھ چوبیس ہزار فرشتوں والی بات بھی سنائی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ وجهہ الکریم سے اِستِفسار فرمایا، علی (کرم اللہ وجهہ الکریم)! تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا؟ عرض کی، میں نے فِرِشتوں کو گُروہ دَر گُروہ اُترتے دیکھا وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے اور اپنی تعداد بھی بتا رہے تھے۔ ''سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا، علی کرم اللہ وجهہ الکریم کو اللہ عزوجل نے عقلِ سلیم عطا فرمائی ہے''۔ پھر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مُخاطب ہوئے اور فرمایا، میں تمہیں ایک عجیب تر واقعہ سناتا ہوں۔

ان فرشتوں میں ایک اَپاہِج فِرِشتہ بھی تھا جس کے نہ پر تھے نہ ہی پاؤں، میں نے اُس سے اس کی وجہ پوچھی تو رَو کر کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں مَلائکہ مُقرَّبین میں سے تھا ایک دِن آسمان کا دروازہ کُھلا پایا تو میں نے زمین پر جھانکا، مجھے ایک بے دَست و پا شخص نظر آیا میں نے اسے دیکھ کر کہا، ''اس شخص کو زندگی سے کیا سَروکار؟ اس کے لئے تو مرجانا ہی بہتر ہے۔'' بس پھر کیا تھا مجھ پر اللہ عزوجل کا عِتاب نازِل ہو گیا، پَر جل گئے، ہاتھ پاؤں کٹ گئے، اَوندھے مُنہ زمین پر گر پڑا اور ایک جزیرے میں سات سو سال تک پڑا رہا، وِلادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر فرشتے مبارَکباد دینے جا رہے تھے مجھے انہوں نے پہچان لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ تک لے آئے تاکہ حرمتِ حُسین رضی اللہ عنہ کا صَدَقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری سِفارش فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا پر یقیناً اللہ عزوجل مجھے مُعاف فرما دے گا۔ گفتگو جاری رکھتے ہوئے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اِس فرشتے کے لئے دُعا مانگی تو جبرائیل علیہ السلام نے حاضِر ہو کر عرض کی، اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول فرمالی ہے، حُسین رضی اللہ عنہ سے لپٹی ہوئی چادر فرشتے کے وُجود سے لگائیے۔ میں نے ایسے ہی کیا تو وہ تندُرُست ہو کر پہلی حالت میں آ گیا۔ اچانک اُس نے رونا شروع کر دیا میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو بتایا، ''حُسین رضی اللہ عنہ کے لئے روتا ہوں کیونکہ زمین والوں کے شَر و فساد سے وہ شہید ہو جائیں گے۔'' میں نے پوچھا، اسے کون شہید کرے گا؟ عرض کی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم؟ جبرائیل سے دَریافت فرمائیے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے اِستِفسار کیا، اِسے کیسے پتا چلا؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی، وِلادتِ حسین رضی اللہ عنہ سے ایک ہزار سال

قبل اللہ عزوجل نے اِس فرشتے کو صرف اس لئے پیدا فرمایا تھا کہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یہ ان کے مزار پر پہرہ دیا کرے گا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تمام فرشتے آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ (جامع المُعجزات)

۳ رَحمت بھرا انتخاب

ایک دِن سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیضِ گنجینہ، صاحبِ مُعطّر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے حقیقی مُنّے حضرت سیّدُ الشُّہداء امامِ حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں زانو اور اپنے لختِ جگر حضرتِ سیّدُ نا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو بائیں زانو شریف پر بٹھائے ہوئے تھے کہ سیدنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی، "اللہ عزوجل ان دونوں کو آپ کے پاس یکجا نہ رہنے دے گا لہٰذا ان دونوں میں سے ایک کو منتخب فرمالیں۔" سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اگر حُسین رضی اللہ عنہ رُخصت ہو جائیں تو ان کی جدائی میں میرے ساتھ ساتھ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی مغموم ہوں گے اور اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ وفات پا جائیں تو زیادہ غم میری جان پر ہی ٹوٹے گا، اس لئے مجھے اپنا غم ہی منظور ہے"۔ اس واقعے کے تین روز بعد شہزادۂ گرامی حضرتِ سیّدُ نا ابراہیم رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ (شَواہِدُ النّبوّۃ)

مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم عزت بڑھانے کیلئے تعظیم دیں ہے بلند اقبال تیرا دُودمانِ اہلِ بیت علیہم الرضوان

٤ دل کون توڑے ؟

ایک بار دونوں مَدَنی مُنّے شہزادہ حَسن اور شہزادہ حُسین رضی اللہ عنہما نے تختیاں لکھیں اور حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت سراپا شفقت میں حاضر ہوکر عرض کیا، بابا جان! بتایئے دونوں میں سے کس کا خط اچھا ہے؟ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سوچا کہ اگر ایک کا خط اچھا کہوں گا تو دوسرے کا دِل ٹوٹے گا، لہٰذا فرمایا، اپنی امّی جان کے جاکر پوچھ لو۔ چُنانچہ دنوں شہزادے سیّدہ خاتونِ جنّت فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کی خدمتِ سراپا اُلفت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بھی یہ سوچ کر فرمایا، نانا جان سے پوچھو، جب بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کا فیصلہ جبرائیل کریں گے، اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آگئے اور بحکمِ خداوندی عزوجل جنّت سے ایک سَیب لائے اور طے پایا کہ تختیاں رکھ کر سیب پھینکا جائے گا جس کی تختی پر سَیب گرے گا اُس کا خط عُمدہ ہوگا۔ جب جبرائیل علیہ السلام نے سیب پھینکا تو وہ دوٹکڑے ہوگیا، آدھا سیب شہزادہ حَسن رضی اللہ عنہ کی تختی پر گرا اور آدھا شہزادہ حُسین رضی اللہ عنہ کی تختی پر۔ (جامعُ المُعجزات)

۵ سعادتمند مُنّا

ایک روز تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صَحابۂ کرام علیہم الرضوان کے ہمراہ ایک گلی سے گزر رہے تھے ایک مقام پر دیکھا کہ کچھ بچے کھیل رہے تھے، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچّے کو گود میں اُٹھا کر بہت پیار کیا، صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس بچے پرخُصوصیت کے ساتھ اتنی شَفقت کیوں؟ فرمایا، ایک بار میں نے اس کو میرے لختِ جگر (حسین رضی اللہ عنہ) کے قدموں کے نیچے کی خاک آنکھوں میں ڈالتے دیکھا تھا اُس دِن سے مجھے اِس سے مَحبَّت ہوگئی ہے میں قیامت کے روز اس کی اور اس کے والِدین کی شَفاعت کروں گا۔ (اوراقِ غم)

٦ سُرخ مٹّی

نبیِ آخرُ الزّمان، جانِ جہان، رَحمتِ عالَمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی جان حضرتِ سیدتنا اُمُّ الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے ایک روز بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر حضرتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی رَحمت بھری گود میں دیا۔ کیا دیکھتی ہوں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان یہ کیا حال ہے؟ فرمایا، جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور اُنہوں نے خبر دی کہ میری اُمت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی، میں نے (ننھے منّے مَدَنی شہزادے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عرض کیا اِس کو؟ فرمایا، ہاں، اور میرے پاس اس کے مَقتَل (یعنی قتل ہونے جگہ) کی سُرخ مٹّی بھی لائے ہیں۔ (بَیہقی)

۷ فُرات کے کنارے

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! حضرتِ امام عالی مقام سیِّدُ الشُّہدا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت کے ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر بھی مشہور ہوچکی تھی۔ ''حاکم'' نے حضرتِ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم کو کوئی شک باقی نہ رہا اور اہلِ بیت علیہم الرضوان بِالاتفاق جانتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید ہوں گے۔ ''ابو نعیم'' نے حضرتِ یحیٰی حَضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ سفرِ صِفّین میں حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہمراہ تھے۔ جب ''نِینَوىٰ'' کے قریب پہنچے، جہاں حضرتِ سیدنا یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزارِ پُرانوار ہے تو حضرتِ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے پکار کر کہا، اے ابوعبداللہ فُرات کے کنارے ٹھہرو! میں نے عرض کیا، یہ کس لئے فرمایا؟ فرمانے لگے، نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ حُسین رضی اللہ عنہ فُرات کے کِنارے شہید کئے جائیں گے اور مجھے وہاں کی ایک مُٹّھی خاک دِکھائی۔

''ابو نُعَیم'' نے اَصبغ بن نباتہ سے روایت کی کہ حضرتِ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہمراہ اس مقام پر پہنچے جہاں امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا مزار بنا تھا۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے (مختلف جگہوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا، یہاں ان شُہداء کے اونٹ بندھیں گے، یہاں ان کے کجاوے رکھے جائیں گے، یہاں ان کے خون بہیں گے، جوانانِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میدان میں شہید ہوں گے، زمین اور آسمان ان پر روئیں گے۔

شہادت کی تربیّت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُندرجہ بالا روایات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور جُملہ اہلِ بیت علیہم الرضوان اَطہار سب کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ امامِ عالی مقام امامِ حسین رضی اللہ عنہ دشتِ کربلا میں شہید ہوں گے اس کے باوجود شہزادیٔ کونین سیّدہ فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے اس نُونہال کو میدانِ کربلا میں خون بہانے کے لئے اپنا خونِ جگر (دودھ) پلایا، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو خاکِ کربلا میں لَوٹنے اور دَم توڑنے کے لئے سینے سے لگا کر پالا۔ میٹھے میٹھے مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں سُوکھا گلا کٹوانے اور راہِ خدا عزوجل میں جان قُربان کرنے کے لئے شہزادہ حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوشِ رحمت میں تربیّت دی۔

لرزہ خیز تصوُّر

اُس وقت کا کس قدَر لرزہ خیز ہے جبکہ اس حقیقی مَدَنی مُنے کی وِلادت کی مُسرّت کے ساتھ ساتھ اس کی شہادت کی خبر پہنچی ہوگی۔ ان کے نانا جان رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر کیا گزری ہوگی، ان کے بابا جان مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر کس قدَر صدمے کے پہاڑ ٹوٹے ہوں گے، ان کی امّی جان خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا کو کس قدَر رنج پہنچا ہوگا۔ ذرا تصور تو کیجئے! کہ جب مدینے کا حقیقی مُنّا اپنی امی جان کی ماتا بھری گود میں کھیل رہا ہوگا، مسکرا مسکرا کر دیکھ رہا ہوگا، میٹھی میٹھی نگاہوں اور پیاری پیاری باتوں سے دِل لبھا رہا ہوگا، عَین اُسی حالت میں جب خاتونِ جنت کی نگاہوں میں کربلا کا وہ خُونیں نقشہ کھنچ جاتا ہوگا، جہاں یہ چَہیتا، نازوں کا پلا بھوکا پیاسا نہایت ہی بے کسی کے عالَم میں دشتِ غُربت میں بے رَحمی کیساتھ شہید کیا جا رہا ہے۔ نہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ساتھ ہیں نہ حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پاس۔ بھائی، بھتیجے، بھانجے سب قربان ہو چکے ہیں۔ تنہا یہ شہزادہ ہے، تیروں کی بارش سے جسمِ انور لہولہان ہو رہا ہے، خیمے والی پاک بیبیوں علیہم الرضوان کی بے کسی اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، پھر میدانِ کربلا میں مردانہ وار اپنی جان قربان کرتا ہے، جب خاتونِ جنت فاطمۃُ الزَّھرا رضی اللہ عنہا کی نگاہوں میں یہ خونیں منظر پھر جاتا ہوگا اور فرزندِ دِلبند سینے سے لپٹ رہا ہوگا اُن کے دِل پر کیا گزرتی ہوگی۔

گھر لٹانا، جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے   جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلِ بیت علیہم الرضوان

دُعائے حفاظت کیوں نہ کی؟

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھنا تو یہ ہے کہ فرزندِ اَرجمند کے نانا جان محبوبِ رحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم رحمٰن عزوجل ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر ہر طرح سے مہربان ہے، ان کی بارگاہ میں شجر و حجر سلام عرض کرتے ہیں اور ان کے تابعِ فرمان ہیں، چاند اِشاروں پر چلا کرتا ہے، ڈوبا ہوا سورج حُکم پاتے ہیں پلٹ آتا ہے، مَلائکہ بدر میں لشکری بن کر حاضرِ خدمت ہوتے ہیں، دونوں عالم کا ذرّہ باِذنِ خداوندی عزوجل تحتِ حکومت ہے۔ اپنے جگر پارے کی ہونے والی شہادت کی خبر پاکر چشمِ مبارک سے آنسو تو جاری ہو جاتے ہیں مگر دُعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ بارگاہِ الٰہی عزوجل میں امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے لئے اس حادثۂ عظیم سے محفوظ رہنے اور دشمنوں کے برباد ہونے کی دعا نہیں فرماتے۔ نہ ہی خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ بابا جان صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو مُستجابُ الدَّعوات ہیں میرے اس لاڈلے کے لئے دعا فرما دیجئے تا کہ یہ کربلا میں گرفتارِ رنج و بلا نہ ہو۔ نہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خبرِ شہادت نے میرا جگر پارہ پارہ کر دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حفاظت کے لئے دعا فرما دیجئے۔ نہ اہلِ بیت نہ اُمّہاتُ المومنین نہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کوئی دعا کی درخواست نہیں کرتا حالانکہ شُہرہ عام ہے، شہادت کی سب کو خبر ہے پھر بھی کوئی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں دُعا کی درخواست نہیں کرتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ مقامِ امتحان میں ثابت قدمی درکار ہے۔ امتحان سے جی چُرانا مردوں کا شیوہ نہیں۔

بے مثل بیکسی

شہیدِ کربلا رضی اللہ عنہ سے عشق رکھنے والو! ذرا غور تو فرمایئے کہ امامِ عالی مقام، امامِ عرش مقام سیّدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر کتنی مصیبتیں جھیلیں۔ غریبُ الوطنی، تیز دھوپ، گرم ریت، گرم ہوائیں، بھوک، پیاس کی شدت...... اور بیکسی بھی ایسی کہ خوب بیکسی نے کبھی ایسی بے کسی نہ دیکھی ہوگی۔ جوان بیٹے علی اکبر رضی اللہ عنہ، شیر خوار مدنی مُنے علی اصغر رضی اللہ عنہ کی خون میں لتھڑی ہوئی لاشیں نگاہوں کے سامنے پڑی ہیں۔ بھائی، بیٹے، بھتیجے، بھانجے سبھی شہید ہو چکے ہیں۔ ایک جوان بیٹا زینُ العابدین رضی اللہ عنہ باقی بچا ہے اور وہ بھی بیمار ہے یا خواتینِ عفّت پناہ باقی ہیں یہ سب کی سب صدموں سے چُور چُور ہیں، ان میں کسی کا سہاگ اُجڑا ہے تو کسی کا جوان بیٹا شہید ہوا ہے اور کوئی یتیم ہوئی ہے۔ اب ان سب کے قافلہ سالار سیّدُ الشُّہداء امامِ عالی مقام بھی تیروں سے چھلنی ہونے اور تلواروں سے کٹنے کے لئے میدانِ کارزار کی طرف بڑھ رہے ہیں، اور آہ! دشمنوں کا مَردانہ مقابلہ کرتے ہوئے بالآخر آپ بھی سجدے کی حالت میں جامِ شہادت نوش کر جاتے ہیں۔

شمشیر بکف قاتل ہو کھڑا اور کوئی رہے سجدے میں پڑا   کہتی ہے زمینِ کرب و بلا اس شان کا سجدہ کھیل نہیں

امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اپنا سَر کٹا تو دیا مگر باطل کے آگے نہ جھکایا، خود گر گئے مگر نانا جان رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی گرتی ہوئی اُمت کو اُٹھا گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری فرمائی۔

امتحان کیلئے تیار رہو

پیارے اسلامی بھائیو ! ہم جس امامِ حسین رضی اللہ عنہ سے مَحبت کا دَم بھریں وہ دِین کی خاطر اتنی اتنی مصیبتیں برداشت کریں اورزبان تو کُجا دِل میں بھی شِکوہ و شکایت کو پناہ نہ دیں اور آج ہم پر اگر ذرا سی مشکل آئے یا معمولی سی پریشانی لاحق ہو ہم شکوؤں کے اَنبار لگا دیتے ہیں۔ یاد رکھئے ! مسلمان پر امتحان ضرور آتا ہے، کبھی بیماری کی صورت میں تو کبھی بیروزگاری کی شکل میں، کبھی اولاد کے سبب تو کبھی ہمسایوں کے ذریعے، کبھی اپنوں کی وجہ سے تو کبھی بیگانوں کے ذریعے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ امتحان کے لئے تیار رہے اس سے جی نہ چُرائے اور ہرگز ہرگز حرفِ شِکایت زَبان پر نہ لائے اور یہ بھی یاد رکھے کہ امتحان جتنا سخت ہوتا ہے سَنَد بھی اُتنی ہی اعلیٰ ملتی ہے اور اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:۔

الم ۚ احسب الناس ان یُترکوا ان یقولوا آمنا وھم لایفتنون

ترجمہ: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

(العنکبوت، کنزالایمان)

وہ عشقِ حقیقی کی لذّت نہیں پاسکتا جو رنج و مصیبت سے دوچار نہیں ہوتا

ہم بھی کچھ درس حاصل کریں

پیارے اسلامی بھائیو ! پیارے حسین رضی اللہ عنہ کے متوالو، امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر پنا گھر لُٹا دیا۔ کاش! ہم کم ازکم سنتوں کی تربیت کی خاطر چند روز کے لئے گھر چھوڑنا ہی سیکھیں۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر اپانے بچے قربان کردیے، کاش! ہم کم ازکم اپنے جوان بیٹوں کوسنتوں کی تربیت کے لئے **دعوتِ اسلامی** کے قافلوں ہی میں روانہ کریں۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر سجدے میں اپنا سر کٹایا، کاش! ہم کم ازکم پانچوں نمازیں ہی باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کریں۔

بے ادب گستاخ فِرقے کو سُنادے اے حسنؔ یوں کہا کرتے ہیں سُنّی دستانِ اہلِ بیت علیہم الرضوان